إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ. (سورة التوبة: ۳۶).

ترجمہ: یقیناً مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں۔

تحفہ محرم الحرام

محرم کے فضائل اور احکام و مسائل قرآن و سنت کی روشنی میں

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ

اسلامی سن ہجری کا آغاز

محرم الحرام کے فضائل و مناقب

یوم عاشوراء کے فضائل و مسائل

دس (۱۰) محرم الحرام کا روزہ

محرم کی مجلس، رسمیں اور بدعات

حضرات صحابہ کرام کی شان

شہادت سیدنا حضرت حسین

تالیف

مولانا قاری محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی

استاذ عربی دار العلوم وقف شاہ بہلول سہارنپور یوپی الہند

شائع کردہ

دار المطالعہ

نعیمیہ لائبریری۔ بڈھاکھیڑہ کاملہ ضلع سہارنپور

بتعاون

الخدمة ویلفیئر سوسائٹی

محلہ چکی گران متصل قطب شیر سہارنپور

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰہِ (سورۃ التوبۃ: ۳۶)۔

ترجمہ: یقیناً مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں۔

تحفۂ مُحَرَّمُ الحرام

محرم کے فضائل اور احکام و مسائل، قرآن و سنت کی روشنی میں

جمع و ترتیب

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خادم العلوم الاسلامی دار العلوم وقف شاہ بہلول، سہارنپور، یوپی، انڈیا

بتعاون

الخدمۃ ویلفیئر سوسائٹی

محلہ تلکی گران، متصل قطب شیر، سہارنپور

ناشر

دار المطالعہ

نعیمیہ لائبریری، بڈھاکھیڑہ کالملہ ضلع سہارنپور، یو۔ پی، انڈیا

☆تفصیلات☆

کتاب کا نام: **تحفۂ محرم الحرام**

محرم کے فضائل اور احکام ومسائل قرآن وسنت کی روشنی میں

تالیف: مولانا محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی، مدظلہ

استاذِ حدیث دارالعلوم وقف شاہ بہلول سہارنپور، یوپی، انڈیا

اشاعت: ذوالحجہ:۱۴۳۹ھ☆ستمبر:۲۰۱۸ء

ناشر: **دارالمطالعة** نعیمیہ لائبریری، بڈھاکھیڑہ کاملہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

کمپوزنگ: حسان نعیمی کمپیوٹر، خورشید منزل، نزد مسجد خانقاہ، بڈھاکھیڑہ کاملہ، ضلع سہارنپور

{ضروری درخواست}

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بشری طاقت اور وسائل کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح، حوالہ جات وغیرہ میں بھرپور احتیاط برتی گئی ہے، پھر بھی بہ تقاضائے بشریت اگر کوئی فروگذاشت اور غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں، ان شاء اللہ آئندہ اس کی اصلاح کردی جائے گی اور ہم آپ کے لیے بے حد شکر گزار رہوں گے۔

عرض گزار: خدام دارالمطالعة

(قاری) احمد نعیمی مظاہری، (ڈاکٹر) محمد یاسین انصاری، (مولوی) عبدالرحمن نعیمی، (مولوی) عبدالغفار نعیمی، (حافظ) محمد عمر قریشی،

(حافظ) محمد ذکی سہارنپوری۔ برائے رابطہ 9897243116,9837975806,9045514927,9027144448

فہرست مضامین

انتساب

... مرکز علم وفن، از ہر ہند، ام المدارس، مادرِ علمی، دار العلوم دیوبند

مخزن اسرار وحکم مادرِ علمی جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

منبع علوم ومعارف مادرِ علمی دار العلوم شاہ بہلول سہارنپور کے نام

☆...... مشفق ومربی محسن ومکرم والدین محترمین کے نام

اور

☆...... اُن تمام اساتذۂ گرامی قدر کے نام جن کے سامنے احقر نے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور جن کی دینی، علمی، عملی، فکری، اصلاحی اور قلمی ذہن سازی اور پُر خلوص محبت ومحنت کے طفیل کسی درجہ علم دوستی اور کتب بینی کا ذوق وشوق عطا ہوا۔

جزاهم الله عني وعن هذا الدين أحسن الجزاء۔ آمین

★...★...★

احقر العباد واصغرهم

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

عفا الله عنه وعن والديه

خادم: دار العلوم وقف شاہ بہلول، سہارنپور، یوپی، الہند

تقریظ

محققِ دوراں، فقیہِ زماں، نوجوان عالم، جامع العلوم والفنون، مصلحِ قوم وملت، نباضِ وقت، برادرِ اکبر

مفسرِ قرآن حضرت اقدس مولانا مفتی **محمد نعیمی** صاحب مظاہری عزیدمجدہٗ

استاذ عربی ونائب صدر مفتی جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، الہند

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

حضراتِ فقہاء کرام علیہم الرحمہ نے فرمایا کہ ''قمری تاریخ'' کا جاننا اور پہنچاننا فرضِ کفایہ ہے، مگر آج اس دینی فریضہ سے عوام تو کیا خواص بھی بے پرواہی کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں، اسلامی تاریخ اور قمری سال تو ''محرم الحرام'' کے تعلق سے قیمتی اور اہم معلومات پر مشتمل پیش نظر رسالہ ''تحفۂ محرم الحرام'' عزیزم مولوی محمد سلمان الخیر نعیمی حفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے، تاکہ اُمت کی اس موقع پر صحیح رہنمائی ہو سکے اور محرم الحرام بالخصوص ''یوم عاشورائی'' کے موقع پر ہونے والی بدعات سے اجتناب ہو اور اس کے فضائل ومناقب اور احکام ومسائل سے لوگ مستفیض ہوں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے اس رسالہ کو مفید اور ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

العبد

محمد نعیمی المظاهری، خادم دارالافتاء جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

۲۶ رذی الحجہ: ۱۴۳۹ھ، بروز جمعہ

عرضِ مؤلف

الحمد للہ رب العلمین ، والصلوۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین ، وعلی آلہ وأصحابہ وأتباعہ أجمعین الی یوم الدین

أمابعد:

ماہِ محرم الحرام،اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے،لغت کے اعتبار سے محرم کے معنی، معظم، محترم اور معزز کے ہیں، کیونکہ یہ مہینہ اعزاز، احترام اور عظمت وفضیلت والا مہینہ ہے،اس لیے اس کا نام محرم ہے، یہ ماہ اپنی خصوصیات و امتیازات اور برکات وفضائل کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے، اس مہینہ کی تاریخی حیثیت تو اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے ہی ،لیکن اس کی عظمت واہمیت ،تعظیم وتحریم اور حضرت سرورِ کونین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مہینہ میں خصوصی اعمال اس کی مہتم بالشانی اور تقدس کو چار چاند لگا دیتے ہیں ،تاریخ ارضی بالخصوص تاریخ اسلامی کے بیشتر اہم مہم اور عبرت آموز واقعات وحالات اسی مہینہ میں رونما ہوئے ہیں، جیسا کہ آپ حضرات آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

راقم الحروف نے اپنے بعض مخلص احباب خصوصاً محبِ مخلص محترم جناب حافظ عزیر احمد صاحب حفظہ اللہ کی پُر اصرار فرمائش پر اس ماہِ محترم کے تعلق سے چند

اہم مبہم باتیں مدلل ومحول جمع کرنے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔ اللہ پاک اس حقیر سی سعی کو مقبول ومنظور فرما کر اپنے بندوں اور بندیوں کو اس سے متمتع فرمائے، اور میرے لیے، میرے اساتذہ ومشائخ اور والدین مکرمین کے لیے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات ومغفرت بنائے۔

آخر میں اس حقیقت کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ اس رسالہ "تحفۂ محرم الحرام" کے منظر عام پر آنے میں "الخدمت ویلفیئر سوسائٹی" محلہ لنگی گران متصل قطب شیر، سہارنپور کا خصوصی تعاون رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کارکنان وارکین کو اپنی شایانِ شان بہترین جزاء دونوں جہانوں میں عطا فرمائے اور قوم وملت، دین ومذہب کی خدمت واشاعت کی مزید توفیق سے مالا مال فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

گرچہ یہ "تحفہ" میرا نا قابل منظور ہے
پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

ناقل الحروف

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خادم: دار العلوم وقف شاہ بہلول، سہارنپور، یو۔پی، الہند

۲۵/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ ۔۔۔۔۔۔۔۔ مطابق ۶/ستمبر ۲۰۱۸ء بروز پنجشنبہ

محرم الحرام، اسلامی سال کا پہلا مہینہ

اسلامی کیلنڈر کے اعتبار سے نیا سال ماہ محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے، یعنی یہ مہینہ، اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ جس طرح عیسوی سال دسمبر پر پورا ہو جاتا ہے اور نیا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح ہمارا اسلامی سال بھی ذی الحجہ پر پورا ہوتا ہے اور محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے محرم کا مہینہ قمری یعنی چاند والے سال کا پہلا مہینہ ہے محرم کے مہینہ سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے اور کیونکہ قمری ماہ و سال اور سنہ وصدی سے اسلام کے اہم مہم احکام اور واقعات؛ بلکہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم حصہ وابستہ ہے ۔اس لیے قمری تاریخوں کے نظام اور قمری حساب کو "اسلامی تقویم" کہا جاتا ہے۔

تاریخی نظام:

سال کے دنوں، ہفتوں اور مہینوں کو صحیح اندازے اور مقدار کے ساتھ تقسیم کرنے کو اردو بول چال میں "نظام الاوقات" اور عربی زبان میں "تقویم" کہتے ہیں ۔انگریزی زبان میں اس کو "کیلنڈر" سنسکرت کی زبان میں "پترا" اور ہندی زبان میں اس کو "جنتری" کہا اور بولا جاتا ہے ۔اور اس تقویم کے ذریعہ سے دن اور وقت

معلوم کرنے کا نام "تاریخ" ہے۔

تاریخی نظام کی ضرورت:

ماضی کے (گزرے ہوئے) واقعات وحادثات وغیرہ کو محفوظ رکھنے اور مستقبل میں معاملات ،معاہدات اور مذہبی وسماجی ،غمی وخوشی کی تقریبات کی تاریخیں متعین کرنے اور انجام دینے ؛بلکہ بہت سے مذہبی احکامات پر عمل کرنے کے لیے انسانوں کو تاریخی نظام کی اشد ضرورت ہے ؛کیونکہ اس کے بغیر مذہبی وسماجی کاموں کو انجام دینا صرف مشکل ہی نہیں ؛بلکہ ناممکن بھی ہے ،لہٰذا ضروری ہوا کہ ایک مستقل تاریخی نظام کا سلسلہ قائم ہو۔

تاریخی نظام کی قسمیں:

اسی ضرورت کے لیے دنیا میں کئی قسم کے تاریخی نظام چلتے ہیں ،جن کا دارومدار بنیادی طور پر مندرجہ ذیل تین چیزیں ہیں:

(۱) سورج (۲) چاند (۳) ستارے۔

اسی وجہ سے بنیادی تاریخی نظام تین ہیں:

(۱) شمسی (یعنی سورج والا)

(۲) قمری (یعنی چاند والا)

(۳) نجومی (یعنی ستارے والا)

پھر ان میں سے بھی بعد کی دو قسموں کی مزید اور قسمیں کی گئی ہیں، جن کے بیان کا یہ موقع نہیں، ہمارے پیشِ نظر تو اپنا اسلامی یعنی قمری (چاند والا) نظام ہے۔

یاد رہے کہ موجودہ قمری نظام خالص فطری نظام ہے، انسانوں کا اپنا بنایا ہوا یا گھڑا ہوا نہیں ؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان وزمین پیدا کیا تھا، اسی وقت یہ نظام بھی مقرر فرمادیا تھا، تفصیل کے لیے سورہ توبہ کی آیت نمبر: ۳۶ رکی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اسلامی سن ہجری کا آغاز

تاریخ کے لیے کوئی خاص سنہ یا سال مقرر کرنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آرہا ہے، دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں کسی مشہور اور اہم واقعہ سے سال کا شمار ہوتا ہے، کہیں بادشاہوں کی تخت نشینی سے، کہیں کسی حادثہ سے، کہیں کسی میلے ٹھیلے سے کبھی یہ شمار ملکی فتوحات سے اور کبھی ارضی وسماوی تغیرات (زلزلہ، سیلاب وغیرہ) سے ہوتا ہے، مثلاً ہمارے بھارت کے مختلف علاقوں میں راجہ بکرماجیت کے جشنِ تخت نشینی سے "بکرمی نظام تاریخ" کا رواج ہے۔

غرض یہ کہ تاریخ کے لیے سنہ کا استعمال کوئی نئی چیز نہیں ؛ بلکہ اس کا رواج بہت قدیمی ہے، اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ تک ہر نبی کی امت میں اس کا مختلف طریقوں سے استعمال رہا ہے۔ (تفصیل کیلئے

دیکھئے: المنتظم لابن الجوزی: ۴/ ۲۲۶، عمدۃ القاری شرح البخاری للعینی: ۱۷/ ۶۶)

بہر حال مسلمانوں کی باقاعدہ تاریخ کا آغاز امام الانبیاء ﷺ کی ہجرت سے ہوا، اس سے پہلے مسلمان سن نبوت یا حضرت ﷺ کے آخری حج وغیرہ سے تاریخ کا حساب کیا کرتے تھے۔ باقاعدہ سنہ مقرر نہیں تھا، اہل عرب کے یہاں مختلف واقعات مشہور تھے، جن کی بنیاد پر تاریخ کا تخمینہ (اندازہ) لگاتے تھے۔ مثلاً جنگ بسوس، جنگ داحس، جنگ فجار، اور عام الفیل وغیرہ۔

(الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ۱/ ۱۳۔ ۱۴)

اس لیے باضابطہ سنہ مقرر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی، جب امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا، اور فتوحات کا سلسلہ بڑھا تو عرب کے علاوہ دیگر عجم ممالک میں بھی اسلامی حکومت باقاعدہ طور پر معرضِ وجود میں آئی، تو انفرادی و اجتماعی اور سرکاری سطح پر اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ باقاعدہ طور پر کوئی سنہ مقرر کیا جائے۔

چنانچہ خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضراتِ صحابہ سے مشاورت فرمائی اور سنہ ہجری کا تقرر ہوا، یعنی آنحضرت ﷺ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے واقعہ کو اسلامی تقویم کی بنیاد بنایا گیا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر: ۱/ ۴۴)

نیز حضراتِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس بات پر بھی اتفاق ہوا کہ سال کی ابتداء ماہِ محرم الحرام سے کی جائے؛ چنانچہ محرم الحرام ہی سے اسلامی سال کا آغاز ہونے لگا۔ (المختصر فی اخبار البشر لابن کثیر: ۱/۸۰)

یاد رہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں، اور خلفائے راشدین کے اعمال کو خود نبی کریم ﷺ نے سنت اور حجت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: مسند احمد: رقم الحدیث ۱۷۱۴۴، سنن ابی داؤد: ۲/۲۸۷، مشکوۃ مع المرقاۃ: ۱/۲۵۲، اعلاء السنن: ۷/۸۰، تحفۃ الاخیار، مشمولۃ: مجموعۃ رسائل اللکنوی: ۴)

اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سنہ ہجری کا آغاز خود نبی کریم ﷺ کے حکم سے آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں؛ بلکہ ہجرت کے وقت ہی ہو چکا تھا؛ بعض حضرات نے اسی کو زیادہ راجح قرار دیا ہے؛ البتہ سرکاری کاغذات اور مراسلات میں تاریخ کا باضابطہ اندراج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ مسعود میں لازمی قرار دیا گیا تھا۔ (عہدنبوت کے ماہ وسال: ۱۳۰)

مفتیٔ اعظم ہندو پاک مولانا مفتی محمد شفیع علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”اس (ہجرت کے) وقت حضور اکرم ﷺ کے حکم سے اسلامی تاریخ کی ابتداء حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی اور اس کا پہلا مہینہ محرم کو قرار دیا، شیخ جلال الدین

سیوطیؒ نے اپنے رسالہ"الشماریخ فی علم التاریخ"میں اسی کی تائید کی ہے"۔

(سیرتِ خاتم الانبیاء مع الحاشیۃ: ۸۳۔۸۴، الشماریخ فی علم التاریخ: ۱/۱ تا ۱۴)

بہر دوصورت ہجری سنہ کا تقرر سنت ہوا، اب اس کے استعمال سے ان شاء اللہ سنت ہی کا اجروثواب حاصل ہوگا۔

قمری تقویم (چاند کے کیلنڈر) کی اہمیت:

دنیوی مقاصد کے لیے شمسی وعیسوی تاریخوں کا استعمال بھی اگرچہ ایک حد تک جائز ہے؛ مگر شرط یہ ہے اس کا اتنا عام رواج نہ ہوجائے کہ لوگ قمری حساب (چاند کی تاریخ) کو بالکل بھلادیں؛ کیونکہ ایسا کرنے میں کئی نقصانات ہیں، جیسا کہ اس زمانہ میں عام دفتروں اور کاروباری اداروں بلکہ نجی اور شخصی لکھائی پڑھائی اور بول چال میں بھی شمسی حساب کا عام مزاج اور رواج ہوگیا ہے، جو ایک طرح سے قوم وملت کی ایک اہم معاشرت کا دیوالیہ پن ہے۔

قمری وہجری ماہ وسال کو زندہ اور باقی رکھنا مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر سب مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہونے کے علاوہ دینی اور ملی حمیت کا بھی تقاضا ہے۔

(۱) شرعی احکام کا دارومدار قمری تقویم (چاند کی تاریخ) پر ہے، اس لیے اس کو محفوظ رکھنا یقیناً فرضِ کفایہ ہے، اور اس کو محفوظ کرنے کا آسان طریقہ یہ ہی ہے کہ روزہ مرہ کی لکھت پڑت میں اس کو استعمال کیا جائے۔

(۲) جب شرعی احکام کا تعلق قمری تقویم (چاند کی تاریخ) سے ہے تو اس نیت سے اس کا استعمال بذاتِ خود ثواب ہے، کیونکہ عبادت کی حفاظت کا ذریعہ بھی ثواب ہوتا ہے، اور قمری یعنی چاند والے مہینوں کے نام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں، جن کا زبان وقلم سے بولنا اور استعمال کرنا بھی یقیناً ثواب ہے۔

(۳) قمری تقویم (چاند کی تاریخ) کا استعمال حضرات انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کا طریقہ ہے، جس کا اتباع کرنے کی ہر مسلمان کو ضرورت ہے، اور اس میں ہر طرح کی خیر و برکت اور بھلائی ہے۔

(۴) قمری تقویم کے استعمال سے اسلامی تشخص برقرار رہتا ہے، جس کا باقی رکھنا اسلام میں بہت ضروری ہے۔

(۵) قمری تقویم کو چھوڑ کر شمسی وعیسوی تقویم کو استعمال کرنے میں ایک درجہ غیر مسلموں (کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ) سے مشابہت ہے، اگرچہ کمزور درجہ ہی کی سہی۔

اور اس دور میں جب کہ عیسوی تاریخوں کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے اور اسلامی تاریخ کا استعمال نہ یہ کہ صرف کم ہو گیا ہے؛ بلکہ تقریباً چھوٹتا ہی جا رہا ہے، گویا نسیاً منسیاً ہوتا جا رہا ہے، عوام وخواص سبھی کو اس طرف توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے، کتنے حضرات ہیں کہ جن کو پتہ ہی نہیں کہ آج چاند کی تاریخ کیا ہے؟ کونسا مہینہ اور سنہ چل

رہا ہے؟ فالی اللہ المشتکی۔

مفید اضافہ:

اسلامی مہینوں کے نام:

یہ دیکھ کر آج بڑا افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے بچوں اور بڑوں کو عیسوی سال کے مہینے جنوری، فروری وغیرہ تو خوب یاد رہتے ہیں؛ مگر اسلامی سال و مہینوں کا کچھ علم نہیں، اسلامی مہینوں کے نام نیچے لکھے جاتے ہیں؛ تا کہ سب کو یاد کرنے میں آسانی ہو۔

محرم الحرام ،صفر المظفر ، ربیع الاول ، ربیع الآخر، جمادی الاولی ، جمادی الاخری ، رجب المرجب ، شعبان المعظم ، رمضان المبارک ، شوال المکرم ، ذو القعدۃ ، ذو الحج۔

اسلامی سال یا ماہ کے آغاز پر مبارک باد دینا:

ماہِ محرم سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے ،اس لیے یہ مبارک موقع ہے لہٰذا اسلامی سال کے آغاز پر مسلمانوں کا ایک دوسرے کو مبارک باد دینا جائز ؛بلکہ مستحب ہے اور اسی طرح اسلامی مہینوں کے آغاز پر بھی مبارکبادی دینا مندوب ہے۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:۱۴/ ۹۵ ،مادۃ "تہنئۃ")

ماہِ محرم الحرام کے فضائل ومناقب

شریعت مطہرہ میں محرم الحرام کے پورے ہی مہینے کو ایک خصوصی مقام وامتیاز اور عظمت حاصل ہے؛اسی وجہ سے شریعت مطہرہ کے ابتدائی دور میں اس کے اعزاز واکرام میں قتال کوممنوع قرار دیا گیا۔ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ۔(البقرة:۲۱۷)

ترجمہ:کہہ دیجئے اس میں قتال کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اور اس مہینہ کو قرآن کریم نے حرمت والے مہینوں میں بھی شمار کیا ہے ،جیسا کہ سورۂ توبہ کی آیت نمبر:۳۶میں ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔۔۔۔مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔(التوبه:۳۶)

ترجمہ:مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہے۔۔۔۔ان میں چار مہینے ادب واحترام کے ہیں۔

امام الانبیاء ﷺ نے گویا اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ چار معظم ومکرم مہینے یہ ہیں:

ذوالقعدہ،ذوالحجہ،محرم،اور رجب۔(صحیح البخاری:۲/۶۷۲)

بہرحال چار وجوہ سے اس مہینہ کو تقدس وتکرم اور تحرم حاصل ہے:

(۱) پہلی وجہ تو یہ ہے کہ احادیث پاک میں اس ماہ کی فضیلت وارد ہوئی ہے؛ چنانچہ امیر المومنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ میں ماہِ رمضان المبارک کے بعد کون سے مہینہ کے روزے رکھوں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہی سوال ایک دفعہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے بھی کیا تھا، اور میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا، تو آپ ﷺ نے جواب دیا تھا: اِنْ كُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرُ اللّٰهِ فِيهِ يَوْمٌ تَابَ اللّٰهُ فِيهِ عَلٰى قَوْمٍ وَيَتُوبُ فِيهِ عَلٰى قَوْمٍ آخَرِينَ۔

(جامع الترمذی: ۱/۱۵۷)

یعنی ماہِ رمضان المبارک کے بعد اگر تم کو روزہ رکھنا ہے، تو ماہِ محرم میں رکھو؛ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ (کی خاص رحمت) کا مہینہ ہے، اس میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور آئندہ بھی ایک قوم کی توبہ اس دن قبول فرمائے گا۔

نیز راویِ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ۔

(سنن الترمذی: ۱/۱۵۷)

یعنی ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزہ ماہِ محرم الحرام کا ہے۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنَ الْمُحَرَّمِ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ ثَلَاثُوْنَ يَوْمًا۔

(الترغيب والترهيب: ۲/۱۱۶، غنية الطالبين للجيلاني: ۳۱۴)

یعنی جو شخص ماہِ محرم کے ایک دن میں روزہ رکھے، تو اس کو ہر دن کے روزہ کے بدلہ تیس دن روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔

(۲) مندرجہ بالا احادیث پاک سے دوسری وجہ یہ معلوم ہوئی کہ یہ "شَهْرُ اللّٰہ" ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا مہینہ ہے تو اس مہینہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے سے اس کی خصوصی عظمت وفضیلت ثابت ہوئی۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ مہینہ "اَشْہُرِ حُرُم" یعنی ان چار مہینوں میں سے ہے کہ جن کو دوسرے مہینوں پر ایک خاص مقام حاصل ہے، وہ چار مہینے یہ ہیں:

(۱) ذی قعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) محرم الحرام (۴) رجب المرجب۔

(صحيح البخاري: ۱/۲۳۶، صحيح المسلم: ۲/۶۰)

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ اسلامی سال کی ابتداء اسی مہینے سے ہوتی ہے

؛چنانچہ حضرت مشہور اسلامی فلاسفر حضرت امام ابو حامد غزالی لکھتے ہیں کہ "ماہِ محرم میں روزوں کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس مہینے سے سال کا آغاز ہوتا ہے؛ اس لیے اسے نیکیوں سے معمور کرنا چاہیے، اور اللہ رب العزت سے یہ توقع رکھنی چاہیے کہ وہ ان روزوں کی برکت پورے سال رکھے گا۔

(احیاء علوم الدین اردو: ۱/۱۰۴)

ماہِ محرم الحرام کی امتیازی خصوصیت:

امام ابو بکر جصاص رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں "ان (چاروں) متبرک مہینوں کا خاصہ یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے، اس کو بقیہ مہینوں میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کر کے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور برے کاموں سے بچالے، تو باقی سال کے مہینوں میں اس کو ان برائیوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے ،اس لیے ان مہینوں سے فائدہ نہ اٹھانا ایک عظیم نقصان ہے"۔ (احکام القرآن :۳/۱۴۰، معارف القرآن: ۴/۳۷۲، انوار البیان: ۴/۳۷۲)

خلاصہ یہ کہ محرم الحرام کا مہینہ اسلامی سال کے چار متبرک و محترم مہینوں میں سے ہے، جس کی سب مسلمانوں کو صحیح قدر کرنی چاہیے، اور بدعات و خرافات سے بچتے ہوئے، اعمالِ صالحہ کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

عاشوراء کے دن کے فضائل

مذہب ِ اسلام میں اس مہینہ کو بڑی اہمیت اور خصوصیت حاصل ہے ،خاص طور پر عاشوراء کا دن (۱۰ محرم) بڑی اہمیت کا حامل ہے،زمانۂ جاہلیت میں بھی قریش مکہ کے نزدیک یہ بڑا محترم دن تھا،یہی وجہ ہے کہ اسی دن خانۂ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا اور قریش اس دن روزہ رکھا کرتے تھے،قیاس یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی کچھ روایات اس کے بارے میں ان تک پہنچی ہوں گی،رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ قریش ملت ِ ابراہیمی کی نسبت سے جو اچھے کام کرتے تھے،ان کاموں میں آپ ان سے اتفاق واشتراک فرماتے تھے،اپنے اس اصول کی بنا پر آپ بھی قریش کے ساتھ اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے،لیکن دوسروں کو اس کا حکم نہیں دیتے تھے،پھر جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہاں یہودیوں کو بھی آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا اور ان کی یہ روایت پہنچی کہ یہ وہ مبارک تاریخی دن ہے،جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرقاب کیا تھا تو آپ ﷺ نے اس دن کے روزہ کا زیادہ اہتمام فرمایا اور مسلمانوں کو بھی عمومی حکم دیا کہ وہ بھی اس دن روزہ رکھا کریں۔ (صحیح البخاری: ۱/ ۴۸۱)

بعض احادیث میں ہے کہ آپ نے اس کا ایسا تاکیدی حکم دیا جیسا حکم

فرائض وواجبات کے لیے دیا جاتا ہے؛ چنانچہ حضرت صحیحین میں حضرت سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ عنہ اور ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کی صبح مدینہ منورہ کے آس پاس کی ان بستیوں میں جن میں انصار رہتے تھے، یہ اطلاع بھجوائی کہ جن لوگوں نے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو، وہ آج کے دن روزہ رکھیں، اور جنہوں نے کچھ کھا پی لیا ہو وہ بھی دن کے باقی حصے میں کچھ نہ کھائیں؛ بلکہ روزہ داروں کی طرح رہیں، بعد میں جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے، تو عاشورہ کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور اب اس کی حیثیت ایک نفل روزہ کی رہ گئی ہے۔

(صحیح البخاری: ۲۶۸/۱، صحیح المسلم: ۳۶۰/۱)

لیکن اس کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کا معمول یہی رہا کہ آپ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزوں میں سب سے زیادہ اسی روزہ کا اہتمام فرماتے تھے، جیسا کہ اس سلسلے میں حدیث پاک آگے آرہی ہے۔

(معارف الحدیث: ۱۶۸/۴)

عاشوراء کے دن کی تاریخی اہمیت

یوم عاشورہ (۱۰ محرم) بڑا ہی مہتم بالشان اور عظمت کا حامل دن ہے، تاریخ کے عظیم واقعات اس سے جڑے ہوئے ہیں؛ چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ:

(۱) یوم عاشورہ (۱۰ رمحرم) میں ہی آسمان وزمین ،قلم اور حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔

(۲) اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

(۳) اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا۔

(۴) اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہولناک سیلاب سے محفوظ ہوکر جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی۔

(۵) اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ''خلیل اللہ'' بنایا گیا اور ان پر نارِ نمرود گلِ گلزار ہوئی۔

(۶) اسی دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

(۷) اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ سے رہائی نصیب ہوئی اور مصر کی حکومت ملی۔

(۸) اسی دن حضرت یوسفؑ کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے ایک طویل عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی۔

(۹) اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و استبداد سے نجات حاصل ہوئی۔

(۱۰) اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی۔

(۱۱) اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت واپس ملی۔

(۱۲) اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو سخت بیماری سے شفا نصیب ہوئی۔

(۱۳) اسی دن حضرت یونس علیہ السلام چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے بعد نکالے گئے۔

(۱۴) اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول ہوئی اور ان کے اوپر سے عذاب ٹلا۔

(۱۵) اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

(۱۶) اور اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے شر سے نجات دلا کر آسمان پر اٹھایا گیا۔

(۱۷) اسی دن دنیا میں پہلی بار باران رحمت (بارش) نازل ہوئی۔

(۱۸) اسی دن قریش مکہ بیت اللہ پر نیا غلاف ڈالتے تھے۔

(۱۹) اسی دن حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

(۲۰) اسی دن کوفی فریب کاروں نے نواسۂ رسول ﷺ اور جگر گوشہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہما کو میدان کربلا (کرب و بلا) میں شہید کیا۔

(۲۱) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ (نزهة المجالس: ۳۴۷/۱، ۳۴۸، معارف القرآن: پ: ۱۱، آیت: ۹۸، معارف الحدیث: ۱۶۸/۴)

یوم عاشوراء (محرم الحرام کی دسویں تاریخ) کی فضیلت

مذکورہ بالا واقعات سے تو یوم عاشوراء کی خصوصی اہمیت کا پتہ چلتا ہی ہے اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ سے بھی اس دن کی متعدد فضیلتیں وارد ہوئی ہیں؛ چنانچہ:

(۱) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِيْ شَهْرَ رَمَضَانَ۔

(صحیح البخاری: ۱/۲۶۸، صحیح المسلم: ۱/۳۶۰، ۳۶۱)

ترجمہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی فضیلت والے دن کے روزہ کا اہتمام بہت زیادہ کرتے نہیں دیکھا، سوائے اس دن یعنی یوم عاشوراء اور سوائے اس ماہ یعنی ماہِ رمضان المبارک کے۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے طرزِ عمل سے یہی سمجھا کہ نفلی روزوں میں جس قدر اہتمام آپ ﷺ یوم عاشوراء کے روزہ کا کرتے تھے، اتنا کسی دوسرے نفلی روزہ کا نہیں کرتے تھے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ لِيَوْمٍ فَضْلٌ عَلٰى يَوْمٍ فِي الصِّيَامِ إِلَّا شَهْرَ رَمَضَانَ وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی، الترغیب والترہیب: ۲/۱۱۵)

ترجمہ: روزہ کے سلسلے میں کسی بھی دن کو کسی دن پر فضیلت حاصل نہیں ہے مگر ماہِ رمضان المبارک کو اور یوم عاشورا کو (کہ ان کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے)۔

دس (۱۰) محرم کے روزہ کی فضیلت:

(۳) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ۔

(صحیح المسلم: ۱/۳۶۷، سنن ابن ماجہ: ۱۲۵)

ترجمہ: مجھے امید ہے کہ عاشوراء کے دن کا روزہ گذشتہ (پچھلے ایک) سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

ملحوظہ:

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں "اَلسَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَھَا" کے الفاظ بھی ہیں یعنی اگلے ایک سال کے گناہوں کا بھی کفارہ ہو جائے گا۔

(کذافی الترغیب والترھیب: ۲/۱۱۵)

ان احادیث شریف سے ظاہر ہے کہ یوم عاشوراء بہت ہی عظمت وتقدس کا حامل دن ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس دن کی برکات سے بھرپور فیض اٹھائیں۔

وماتوفیقی الاباللہ۔

دسویں محرم میں کرنے کے کام:

احادیث مبارکہ سے یوم عاشوراء میں صرف دو چیزیں ثابت ہیں ۔:

(۱) روزہ: جیسا کہ اس سلسلے میں روایات ابھی اوپر گزر چکی ہیں ۔

اس نیک عمل میں بھی یہود کی مشابہت سے بچا جائے:

لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ احادیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے کفار و مشرکین کی مشابہت اور یہود و نصاریٰ کی بود و باش اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے ،اس حکم کے تحت چونکہ تنہا یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا یہودیوں کے ساتھ اشتراک اور تشابہ تھا،دوسری طرف اس کو چھوڑ دینا اس کی برکت سے محرومی کا سبب تھا؛اس لیے اللہ تعالیٰ کے مقدس پیغمبر اور برحق نبی ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ یوم عاشوراء کے ساتھ ایک دن کا روزہ اور ملا لو،بہتر تو یہ ہے کہ نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھو اور اگر کسی وجہ سے نویں تاریخ کا روزہ نہ رکھ سکو تو پھر دسویں کے ساتھ گیارہویں کا روزہ رکھ لو؛ تاکہ یہود کی مخالفت ہو جائے اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا تشابہ نہ رہے،جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ!اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (تو کیا اس میں کوئی ایسی تبدیلی ہو سکتی ہے کہ جس کے بعد اشتراک اور تشابہ والی بات ختم ہو جائے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ ، قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (صحیح المسلم: ۳۵۹/۱)

یعنی جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں (تاریخ) کو بھی روزہ رکھیں گے، ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ اگلا سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی روایت میں یہ بھی ہے:

صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَخَالِفُوْا فِيْهِ الْيَهُوْدَ وَصُوْمُوْا قَبْلَهُ يَوْمًا أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا۔ (مسند الامام احمد: ۲۴۱/۱، رقم: ۲۱۵۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم عاشوراء کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو اور اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ بھی رکھو۔

ملحوظہ:

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا مکروہ ہے؛ لیکن حضرت امام العصر المحدث الکبیر والفقیہ علی الاطلاق علامہ محمد انور شاہ کشمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ عاشوراء کے روزہ کی تین شکلیں ہیں:

(۱) نویں، دسویں اور گیارہویں تینوں کا روزہ رکھا جائے۔

(۲) نویں اور دسویں یا دسویں کے ساتھ گیارہویں کا روزہ رکھا جائے۔

(۳) صرف دسویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے۔

ان میں پہلی شکل سب سے افضل ہے اور دوسری شکل کا درجہ اس سے کم ہے اور تیسری شکل کا درجہ سب سے کم ہے تو حضرت امام العصر شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ تیسری شکل کا درجہ جو سب سے کم ہے اسی کو فقہاء نے کراہت سے تعبیر کر دیا ہے ورنہ جس روزہ کو آپ ﷺ نے رکھا ہو اور آئندہ نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کی صرف تمنا کی ہو اس کو کیسے مکروہ کہا جا سکتا ہے۔ (معارف السنن: ۵/۴۳۴)

(۲) اہل وعیال پر رزق میں فراخی: شریعت اسلامیہ نے اس دن کے لیے دوسری تعلیم یہ دی ہے کہ اس دن اپنے اہل وعیال پر کھانے پینے میں وسعت اور فراخی کرنا اچھا ہے؛ کیونکہ اس عمل کی برکت سے تمام سال اللہ تعالیٰ رزق میں فراخی اور برکت کے دروازے کھول دیتا ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَوْسَعَ عَلٰی عِیَالِهٖ وَاَهْلِهٖ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَیْهِ سَائِرَ سَنَتِهٖ۔ (رواہ البیهقی، الترغیب والترهیب: ۲/۱۱۵، الاستذکار لابن عبدالبر: ۳/۳۳۱)

ترجمہ: جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر کھانے پینے کے سلسلے میں فراخی اور وسعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ پورے سال اس کے رزق میں وسعت عطا

فرمائیں گے۔

یعنی اس مبارک عمل کی تاثیر یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سارے سال رزق میں فراخی اور وسعت کر دیتے ہیں۔

اسی وجہ سے جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، مشہور محدث یحییٰ بن سعیدؒ، اور معروف امام وفقیہ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو درست اور اسی طرح پایا۔

(الاستذکار لابی عمرو ابن عبدالبر المالکی: ۳/ ۳۳۱)

لیکن یہ بات یاد رہے کہ مذکورہ امور جس درجے میں ثابت ہیں، ان کو اسی درجے میں رکھ کر مانا اور عمل کیا جائے، افراط وتفریط سے ازحد اجتناب کیا جائے۔

ملحوظہ:

آج کل اس عنوان کا سہارا لے کر جو دعوتیں کی جاتی ہیں، ادھر سے اُدھر کھانے پہنچائے جاتے ہیں، ان کی کوئی اجازت اور رخصت اس حدیث میں نہیں، یہ حدیث خاص ہے اہل وعیال پر وسعت کے بارے میں۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

ایک اہم بات حضراتِ اہل علم کے کام کی عرض کرتا ہوں کہ بعض حضرات نے اس حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے اس کو منکر کہا ہے؛ چنانچہ حافظ ابن حجر علیہ

الرحمہ اپنی لاثانی کتاب "لسان المیزان" میں رقمطراز ہیں کہ اس حدیث کا ایک راوی ابوخلیفہ فضل بن حباب ہے ،جس کے بارے میں ابوعلی خلیلیؒ کہتے ہیں کہ اس (ابوخلیفہ) کی تمام کتابیں جل گئی تھیں ،اور پھر حافظؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر منکر کا حکم لگایا ہے،اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ ابوخلیفہ فضل بن حباب سے اس حدیث کو روایت کرنے والا راوی ابن احمر یعنی محمد بن معاویہ نے شاید ان سے ان کی کتابوں کے جل جانے کے بعد سماعت کی ہو۔

(ملاحظہ ہو: لسان المیزان: ۶/ ۳۳۶)

مگر واقعہ یہ ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے،حتی کہ ابن عبدالبر مالکیؒ کی سند سے روایت کردہ مذکورہ حدیث کو بعض محدثین نے سند کے لحاظ سے صحیح ،بلکہ علی شرط صحیح مسلم قرار دیا ہے۔(کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی: ۲/ ۳۴۱، المقاصد الحسنۃ للسخاوی: ۶۷۵، حرف المیم)

بالخصوص جب کہ اس کی تائید دیگر احادیث وآثار اور مختلف حضراتِ صحابہ کی مرویات سے بھی ہوتی ہے،تو اس مضمون کو منکر قرار دینے کے کوئی معنیٰ نہیں۔

چنانچہ صرف ابوعلی خلیلی کے کلام کی بنیاد پر لسان المیزان میں مذکور احتمال کی وجہ سے اس حدیث کو منکر قرار دینا درست معلوم نہیں ہوا؛ کیونکہ ابوخلیفہ کی اکثر محدثین کرام نے توثیق فرمائی ہے اور ان کو اپنے وقت کا شیخ اور امام ،علامہ ،محدث وغیرہ قرار

دیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ۱۴/۷، کتاب الثقات لابن حبان: ۹/۹، ۸، تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ۲/۲۷۰۔ ۲۷۱، میزان الاعتدال للذہبی: ۳/۳۵۰، تاریخ الاسلام للذہبی: ۷/۹۲)

ماہِ محرم کی بعض رسمیں اور بدعات:

اوپر کی تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ماہِ محرم اور یوم عاشوراء بہت ہی بابرکت اور مقدس مہینہ ہے؛ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس باعظمت مہینہ میں زیادہ سے زیادہ عبادات میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص رحمت کا اپنے کو مستحق بنائیں؛ مگر ہم نے اس مبارک مہینہ کو خصوصاً یوم عاشوراء کو طرح طرح کی خود تراشیدہ رسومات و بدعات اور خرافات کا مجموعہ بنا کر اس کے تقدس کو اس طرح پامال کیا ہے کہ الامان والحفیظ۔ اس ماہ میں ہم نے اپنے آپ کو رسومات و بدعات کا پابند بنا کر بجائے ثواب حاصل کرنے کے اُلٹا معصیت اور گناہ میں مبتلا ہونے کا سامان مہیا کر لیا ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جس طرح اس ماہ کے اندر عبادت کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے، اسی طرح اس ماہ کے اندر معصیات کے وبال و عقاب کے بڑھ جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس محترم و مکرم مہینہ میں ہر قسم کی بدعات و خرافات سے احتراز کرے۔

چند بدعات و خرافات کی نشاندہی:

چونکہ بہت سے لوگوں نے خاص کر اس دن (یوم عاشورائ) میں بہت سی بدعات وخرافات بھی ایجاد کی ہوئی ہیں، اُن سے بچنا انتہائی ضروری ہے، ذیل میں ہم مختصر انداز میں کچھ اکثر وبیشتر جگہ رائج بدعات ورسومات کی نشاندہی کر دیتے ہیں، تاکہ اُن سے بچنا آسان ہو۔

مگر یاد رہے کہ یہ بدعات ورسومات آپ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرامؓ کے مبارک زمانے کے بہت بعد کی پیداوار ہیں؛ چنانچہ حافظ الدین والدنیا علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ۳۵۲ھ کے محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو خلیفہ معز الدولہ نے حکم دیا کہ بازاروں کو بند رکھا جائے اور عورتیں کھردرے بالوں کے کپڑے پہنیں اور بازاروں میں کھلے منہ، بکھرے بال، منہ پر طمانچے مارتے ہوئے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نوحہ کرتی ہوئی نکلیں۔

(البدایہ والنہایہ: ۱۱/۲۴۳)

اس کے بعد ہر سال اس مہینہ میں خرافات بڑھتی چلی گئیں، اور آج کل رائج رسومات وبدعات کی ایک لمبی فہرست ہے، جس کا دین اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ماتم کی مجلس اور تعزیہ کے جلوس میں شرکت:

عشرۂ محرم میں مسلمانوں کی بڑی تعداد ماتم کی مجلسوں میں، اسی طرح

دسویں تاریخ کو تعزیہ کے جلوس کا نظارہ کرنے کے لیے جمع ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے؛ حالانکہ اس کے اندر کئی گناہ ہیں:

(۱) ایک گناہ تو اس میں یہ ہے کہ ان مجالس اور جلوس میں شرکت کرنے سے دشمنانِ صحابہ کی رونق میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ دشمنوں کی رونق بڑھانا حرام ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

(كنز العمال: ۹/ ۳۶، كشف الخفاء: ۲/ ۲۴۴)

یعنی جس نے کسی قوم کی رونق بڑھائی وہ انہیں میں سے ہے۔

(۲) دوسرا گناہ اس میں یہ ہے کہ جس طرح عبادت کا کرنا اور دیکھنا اور اس سے خوش ہونا باعثِ اجر و ثواب ہے، اسی طرح گناہوں کے کاموں کو بخوشی دیکھنا بھی گناہ ہے، ظاہر ہے کہ ماتم کرنا اور اس کی مجلس اور جلوس میں جانا اور تعزیہ نکالنا یہ سب گناہ کے کام ہیں۔

(۳) تیسرا گناہ یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور ایسی غضب والی جگہ پر جانا بھی گناہ سے خالی نہیں، غرض یہ کہ ان مجلسوں اور جلوسوں سے بھی احتراز کرنا لازم ہے۔ (مستفاد: كفاية المفتي: ۱/ ۲۲۷، احسن الفتاوی: ۱/ ۳۹۳، خير الفتاوی: ۱/ ۳۳۶، فتاوی رحيميه: ۳/ ۱۹۱)

(۲) دسویں محرم کی چھٹی کرنا:

یوم عاشوراء کی چھٹی کرنے میں بھی کئی قسم کی قباحتیں ہیں:

مثلاً (۱) پہلی قباحت تو یہ ہے کہ اس دن چھٹی کرنا روافض اور اہل تشیع (شیعہ حضرات) کا شعار ہے اور غیروں کے شعار سے اجتناب لازم ہے؛ کیونکہ حدیث پاک میں ہے: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

(مشکوۃ المصابیح: ۳۷۵)

ترجمہ: جس شخص نے کسی دوسری قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہیں میں سے ہے۔

(۲) دوسری قباحت یہ ہے کہ اس دن چھٹی کرکے ہم لوگ بیکاری اور بے ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہیں؛ جبکہ اہل تشیع اپنے مذہب کے لیے بے پناہ مشقت اور سخت محنت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

(۳) تیسری خرابی یہ ہے کہ چھٹی کرنے کی وجہ سے اکثر مسلمان تعزیہ کے جلوس میں چلے جاتے ہیں اور بعض دفعہ نمازیں تک ضائع کرلیتے ہیں اور تعزیہ کے جلوس میں شرکت کی خرابیاں بتائی جاچکی ہیں۔

(۳) دسویں محرم کو کھچڑا (یا حلیم) پکانا:

بعض لوگ محرم کی دسویں تاریخ کو کھچڑا پکاتے ہیں، یہ بالکل ناجائز اور

سخت گناہ ہے، حافظ الدین والدنیا ابو الفداء ابن کثیر دمشقی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوشی میں خوارج دسویں محرم کو مختلف اناج ملا کر پکاتے تھے: فَكَانُوْا اِلٰى يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ يَطْبَخُوْنَ الْحُبُوْبَ۔
(البدایہ والنہایہ: ۸/۲۰۲_۵۹۹، بیروتی)

معلوم ہوا کہ اس دن کھچڑا پکانا رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے دشمنی رکھنے والوں کی ایجاد کردہ رسم ہے، اہل بیت سے الفت ومحبت رکھنے والوں کو اس رسم بد سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ (فتاوی رشیدیہ: ۱۳۸، کفایۃ المفتی: ۱/۲۲۶، بھشتی زیور: ۶/۶۱، خیر الفتاوی: ۱/۵۵۸، بحوالہ جامع الفتاوی: ۲۰/۵۸۸)

(۴) شہدائے کربلا کے ایصال ثواب میں کھانا پکانا:

محرم کے مہینے میں خصوصاً نویں، دسویں اور گیارہویں تاریخ میں بعض لوگ کھانا پکا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، یہ طریقہ بھی بالکل غلط اور کئی قباحتوں کا مجموعہ ہے۔

(۱) جن ارواح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے، اگر ان کو نفع ونقصان کا مالک سمجھا گیا اور ان اکابر سلف کے نام سے وہ کھانا پکایا گیا، تو یہ شرک ہے اور ایسا کھانا "مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

(۲) عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو چیز صدقہ دی جاتی ہے، میت کو بعینہٖ

وہی ملتی ہے؛ حالانکہ یہ خیال بالکل باطل ہے، میت کو وہ چیز نہیں پہنچتی؛ بلکہ اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

(۴) ایصال ثواب میں اپنی طرف سے بعض قیدیں بھی لگائی گئی ہیں یعنی صدقہ کی متعین صورت یعنی کھانا، مہینہ متعین، دن متعین؛ حالانکہ شریعت نے ان چیزوں کی تعیین نہیں فرمائی، جو چیز چاہیں، جب چاہیں صدقہ کر سکتے ہیں ،شریعت کی دی ہوئی آزادی پر اپنی طرف سے پابندیاں لگانا گناہ اور بدعت، بلکہ شریعت میں مداخلت ہے۔

(۵) پانی یا شربت کی سبیل لگانا:

بعض لوگ محرم کی دسویں تاریخ کو پانی کی یا شربت کی سبیل لگاتے ہیں اور راستوں اور چوراہوں پر بیٹھ کر گزرنے والوں کو وہ پانی یا شربت پلاتے ہیں، تو اگرچہ پانی پلانا باعث ثواب اور نیکی کا کام ہے؛ لیکن یہ عمل بھی مندرجہ بالا پابندیوں کی وجہ سے بدعت اور قابل ترک ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۹، خیر الفتاویٰ: ۵۶۹/۱، بحوالہ جامع الفتاویٰ: ۵۸۸/۲، کفایۃ المفتی: ۲۲۶/۱)

(۶) مٹھائی تقسیم کرنا:

بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ دس محرم الحرام کو مٹھائی وغیرہ مسجد میں لاکر یا گھر میں ہی تقسیم کر دیتے ہیں، یہ امر بھی معصیت اور خلافِ شریعت ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ: ۱۵/ ۳۴۹)

(۷) عید کی طرح زیب وزینت کرنا:

بعض حضرات یوم عاشوراء میں عید کی طرح زینت اختیار کرتے ہیں، یہ بھی بدعت ہے، اور بعض حضرت اس زیب وزینت کرنے کو جائز کہتے ہیں اور تائید میں حدیث بھی پیش کرتے ہیں؛ مگر جواز پر دلالت کرنے والی تمام احادیث موضوع ہیں۔ (جامع الفتاویٰ: ۲/ ۵۸۹، فتاویٰ عبدالحئی: ۵۰۹)

(۸) کالے کپڑے پہننا:

محرم کے مہینہ میں کالے کپڑے پہننا، چولہانہ جلانا اور بستر پر نہ سونا وغیرہ سب اعمال قطعاً جائز نہیں ،شریعت میں صرف عورت کے لیے اپنے شوہر پر عدت تک سوگ منانے کا حکم ہے، کسی دوسرے کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں؛ لہٰذا کسی بھی سُنی اور صحیح العقیدہ شخص کے لیے محرم کے مہینہ میں کالے کپڑے پہننے، وغیرہ جیسے سوگ والے اعمال کرنا بالکل درست نہیں۔

(مستفاد: البدایہ والنہایہ: ۸/ ۲۰۲، عزیز الفتاویٰ: ۷/ ۱۲)

(۹) شہدائے کربلا کے لیے قرآن خوانی اور مرثیہ گوئی:

قرآن خوانی عام دنوں میں بلا کسی التزام کے ہو تو گنجائش ہے؛ لیکن اس کے لیے ماہِ محرم یا ۱۰ ار محرم الحرام کو خاص کرنا بدعت ہے، اسی طرح نوحہ اور مرثیہ کی اسلام

میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (الصواعق المحرقہ: ۵۳۳/۲، کفایۃ المفتی: ۲۲۶/۱، احسن الفتاوی: ۳۹۳/۱، مستفاد: ردالمحتار: ۱۳۸/۳)

روئے وہ جو قائل ہوں مماتِ شہداء کے
ہم ۔۔۔۔ زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

(۱۰) محرم الحرام میں مچھلی نہ کھانا:

بہت سی جگہ ایسے لوگ ہیں کہ جو محرم الحرام کا چاند دیکھتے ہی مچھلی کھانا چھوڑ دیتے ہیں، اور نہ ہی گھر کے کسی فرد کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں تو یہ یاد رہے کہ مچھلی ہر مہینہ میں حلال ہے محرم کے مہینہ میں اس حلال چیز کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھنا قطعاً حرام ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ۱۹۱/۳، امداد المفتیین: ۱۵۶)

(۱۱) خاص دس محرم کے دن سرمہ لگانا:

بعض عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس نے دسویں محرم کو اثمد سرمہ (یا کوئی اور سرمہ) لگایا تو اس کو کبھی آنکھ کی بیماری نہ ہوگی، یاد رہے کہ یہ حدیث موضوع یعنی لوگوں کی من گھڑت ہے، اس طرح کی روایات کو محدثین نے شدید ضعیف اور موضوع کہا ہے، آپ ﷺ سے ایسی کوئی بات درجہ ثبوت وصحت کو نہیں پہنچی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۳۳۳/۵، المقاصد الحسنۃ للسخاوی: ۶۳۲۔۶۳۳، کشف الخفاء ومزیل الالباس: ۲۷۸/۲، تذکرۃ الموضوعات: ۱۱۸، اسنی المطالب: ۲۶۱، اللآلی المصنوعۃ: ۱۱۱/۲، الآثار المرفوعۃ: ۹۷۔۹۸)

(۱۲) محرم میں نکاح کرنا:

اس سلسلے میں اصل گفتگو یہ ہے کہ یہ مہینہ معظم ومحترم ہے یا منحوس ہے؟ بدنام اور بدکار زمانہ شیعہ حضرات اس ماہ کو منحوس سمجھتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے نزدیک شہادت بہت بری اور منحوس چیز ہے اور چونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اس میں ہوئی ہے اس لیے وہ لوگ اس میں کوئی تقریب اور خوشی کا کام شادی و نکاح وغیرہ نہیں کرتے۔

اس کے برخلاف ہمارے (سنیوں) کے نزدیک یہ مہینہ معظم ومحترم اور فضیلت والا ہے، محرم کے معنی ہی پُر عظمت اور مقدس کے ہیں؛ جیسا کہ بالتفصیل شروع میں بیان کیا گیا۔

جب یہ بات ثابت اور معلوم ہوگئی کہ یہ مہینہ اور دن مہتم بالشان اور افضل ہے، تو اس میں نیک اعمال بہت زیادہ کرنے چاہئیں، نکاح وغیرہ خوشی کی تقریبات بھی اس میں زیادہ کرنی چاہئیں، اس میں شادی کرنے سے برکت ہوگی، ان شاء اللہ، اس لیے کہ اسی دن (یوم عاشوراء) میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس مہینہ میں شادی یا خوشی کی کسی تقریب کا منحوس سمجھنا شیعی ذہنیت ہے، جس سے پرہیز لازم ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام

قرآن وسنت کے بے شمار واضح ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضراتِ صحابہؓ معیارِ حق اور انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے مقدس ومتبرک گروہ ہیں، تمام صحابہؓ اللہ کی رضا اور خوشنودی کا پروانہ لیے ہوئے ہیں اور ہر ایک صحابی ہدایت کا چراغ اور روشن ستارہ ہے، ان پر کسی بھی قسم کا طعن وتشنیع، سب وشتم اور ان کے خلاف کسی بھی قسم کی بدزبانی و بدگمانی کرنا

انتہائی گھناؤنا جرم اور ناجائز کام؛ بلکہ خسران الدنیا والآخرۃ کا سبب ہے۔

ہم اہل السنۃ والجماعۃ کا نظریہ اور عقیدہ یہ ہے کہ: اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ۔

(مقدمۃ ابن الصلاح: ۵۰، مرقاۃ المفاتیح: ۱/ ۳۳۰)

یعنی حضرات صحابہ سارے کے سارے عادل، پاکباز، صالح اور امین تھے۔

ہمارے اس نظریے کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے بھی، چند دلائل قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ (سورۃ التوبہ: ۱۰۰)

ترجمہ: جو لوگ پرانے ہیں اور سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کی پیروی کرنے والے ہوئے نیکی کے ساتھ، اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے۔

(۲) ایک اور مقام پہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔ (سورۃ الفتح: ۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان مؤمنین (صحابہ) سے راضی ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی شان اور مرتبہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔

احادیث مبارکہ میں بھی حضراتِ صحابہ کرام کی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں:

(۱) امام الانبیاء جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ مت بناؤ، اگر تم میں سے کوئی ایک اُحد پہاڑ کے برابر (بھی) سونا خرچ کرے تو صحابہ کی مٹھی بھر سخاوت کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (صحیح البخاری: ۵۱۸/۱، صحیح المسلم: ۳۱۰/۲)

(۲) حضرت سرورِ کونین جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کا اکرام کرو، اور ان کی عزت کرو۔ (المعجم الأوسط للطبرانی: ۲۰۲/۳)

ان چند آیات و روایات سے واضح ہو گیا کہ حضرات صحابہ تقدس و تکرم کے کس مقام پر فائز ہیں، اور یہ آسمانِ فیضِ نبوت کے وہ درخشندہ آفتاب و ماہتاب اور ستارے و سیارے ہیں کہ جن پر تھوکنے والوں کا تھوک خود تھوکنے والوں کے منہ پر پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضرات صحابہ سے کامل و مکمل محبت عطا فرمائے۔

مکمل کبھی اس کا ایمان نہ ہو گا
صحابہ سے جس کو محبت نہ ہوگی

شہادتِ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ:

تاریخ اسلام؛ بلکہ تاریخ انسانیت کے اس عظیم سانحہ یعنی نواسۂ رسول، جگر گوشہ فاطمہ بتول ؓ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بیان میں بھی بہت سے لوگ افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں، اور اس سلسلے میں بہت سی من گھڑت روایات کا بھی سہارا لیتے ہیں، ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ راہِ اعتدال اختیار کرتے ہوئے، شہادتِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بیان کریں۔

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جب اہل کوفہ کے پر زور اصرار پر رخت سفر باندھنے کا ارادہ فرمایا، تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، اور آپ کے بھائی محمد بن حنفیہؒ نے خیر خواہانہ طور پر جانے سے روکا۔ (سیر اعلام النبلاء للذھبی: ۲۰۳/۳، مصنف ابن ابی شیبہ: ۹۶/۱۵، رقم: ۳۸۵۱۹)

مگر چونکہ آپؓ سفر کا عزم کر چکے تھے اس لیے یہ مشورہ قبول نہ کیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔

دوران سفر آپؓ نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ میں قاصد بنا کر بھیجا تاکہ وہاں کے حالات دیکھیں اور ہمیں مطلع کریں کہ اگر حالات سازگار ہوں تو ہم یہ سفر اختیار کریں۔

جب حضرت مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو بارہ ہزار کوفیوں نے آپؓ کی بیعت کی۔ (الاصابہ: ۷۸/۲)

ان حالات کے پیش نظر آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ حالات سازگار ہیں، آپ تشریف لائیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سفر ہی میں تھے کہ اطلاع ملی: عبید اللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل کو قتل کرا دیا ہے۔ یہ خبر سن کر رفقاءِ سفر نے قصاص (بدلہ) لیے بغیر جانے سے انکار کر دیا۔ (فوائد نافعہ: ۲۳۱/۲)

چنانچہ قافلہ روانہ ہوا، مقام قادسیہ سے کچھ آگے پہنچے، تو حر بن یزید ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور اسے اس بات کا پابند کیا گیا تھا کہ حضرت حسینؓ کو مع ان کے لشکر کے گرفتار کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا جائے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے یہ منظر دیکھ کر اس کو تنبیہ فرمائی کہ تم نے خود ہی خطوط لکھ کر مجھے بلوایا ہے، اب دغا بازی کیوں کرتے ہو؟ پھر آپ نے تمام خطوط اس کو

دکھائے،تو حر بن یزید نے آپ کو دھمکی آمیز لہجہ میں کہا: "جنگ سے باز رہو! بصورت دیگر قتل کر دیے جاؤ گے"۔ یہ سن کر سیدنا حضرت حسین ؓ نے فرمایا: "میں روانہ ہوتا ہوں اور نوجوان مرد کے لیے موت کوئی ذلت نہیں، جب کہ اس کی نیت حق ہو اور راہِ اسلام میں جہاد کرنے والا ہو"۔ پھر آپ ؓ نے دوسرا قاصد روانہ کیا، جس کا نام قیس بن مسہر تھا، ابن زیاد نے اس کو بھی قتل کروادیا، جب اس بات کی خبر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (تاریخ ابن خلدون: ۲/ ۵۲۴ تا ۵۲۶، البدایہ والنہایہ: ۴/ ۵۷۰)

بالآخر آپ ؓ بہت طویل مسافت طے کر کے، ۲ محرم الحرام ۶۱ھ میں میدان کربلا میں پہنچ گئے، ادھر ابن زیاد نے عمر بن سعد کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر میدان جنگ کی طرف روانہ کر دیا، جب اس کی آپ ؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ ؓ نے اس سے آنے کا مقصد پوچھا، تو حضرت حسین ؓ نے عمر بن سعد کے سامنے ایک پیشکش کی کہ ۔۔۔۔۔آپ لوگ میری طرف سے ان تین چیزوں میں سے ایک چیز کو اختیار کر لیں:

(۱) میں اسلامی سرحدوں میں سے کسی ایک طرف جانا چاہتا ہوں، لہٰذا مجھے جانے دیا جائے، تا کہ وہاں خود اسلام کی حفاظت کر سکوں۔

(۲) میں مدینہ منورہ کی طرف جانا چاہتا ہوں؛ لہٰذا مجھے واپس جانے دیا جائے۔

(۳) مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید سے اس معاملہ میں بالمشافہ (آمنے سامنے) بات کر سکوں۔ (فوائد نافعہ: ۲/ ۲۳۲)

عمر بن سعد نے اس بات کو قبول کیا اور ابن زیاد کو یہ پیشکش لکھ بھیجی، جس کے نتیجہ میں ابن زیاد نے حکم بھیجا کہ میں صرف ایک بات قبول کرتا ہوں کہ حسین بن علی اپنے

پورے لشکر کے ساتھ ہماری اطاعت قبول کریں۔ (فوائد نافعہ: ۲/۲۲۳)

نواسۂ امام الانبیاء سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو اپنے متبعین کو نہایت پرجوش انداز میں خطبہ دیا تمام رفقاء نے وفاداری کا بھرپور یقین دلایا، رات تمام حضرات نے اپنے رب کے حضور آہ وزاری کرتے ہوئے گزاردی، دشمن کے مسلح سوار ساری رات خیموں کے گرد گھومتے رہے، آخر دس محرم الحرام کو فجر کی نماز کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کی صفیں قائم کیں، جن کی کل تعداد بہتر (۷۲) تھی، میدان کربلا میں عمر بن سعد اپنے لشکر سمیت حملہ آور ہوا، اس طرح باقاعدہ لڑائی شروع ہوگئی، دونوں طرف سے ہلاکتیں اور شہادتیں ہوتی رہیں، آخر کار دھوکہ بازوں کا لشکر حاوی ہوا، نتیجۂ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خیمہ جلا دیا گیا، دشمنوں نے انتہائی سفاکی اور بے دردی سے معصوم بچوں کو بھی خون میں نہلانے سے دریغ نہ کیا، چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا جب زرعہ بن شریک نے نواسۂ رسول کے بائیں کندھے پر تلوار کا وار کیا، کمزوری سے پیچھے کی طرف ہٹے تو سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے نیزہ مارا جس کی وجہ سے آپ زمین پر گر پڑے، پھر آگے بڑھ کر اس بدبخت نے خاتونِ جنت کے نورِ نظر لختِ جگر کو ذبح کردیا، سر تن سے جدا کردیا، اس خون ریز معرکہ میں حضرت حسینؓ کے ۷۲ ساتھی شہید اور کوفیوں کے ۸۸ آدمی قتل ہوئے، ظلم بالائے ظلم یہ کہ حضرت حسینؓ کا سر مبارک کاٹ کر ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا، تو اس بدنصیب نے انتہائی گستاخی کرکے چھڑی کے ذریعے نواسۂ رسول سیدنا حضرت حسینؓ کے ہونٹوں کو چھیڑ کر جسد خاکی کی توہین کی، اور یزید کو لکھ بھیجا کہ میں نے حسین کا سر قلم کردیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ: ۴/۳ ۵۷تا ۲۰۲، تاریخ ابن خلدون: ۲/۴ ۵۲تا ۵۴۸)

دسویں محرم کے ڈھلتے سورج نے انسانیت کی تاریخ کا یہ دردناک واقعہ دیکھا، جس کو خون سے رنگین دھرتی نے اپنے سینے پر ہمیشہ کے لیے نقش کر دیا نوجوانانِ جنت کے سردار اور خانۂ نبوت کے چشم و چراغ نے اپنے خون سے شجرۂ اسلام کو سیراب کر کے انمٹ داستان رقم کی، جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

مجھ سے بجز خدا کے کسی کے حضور میں

اپنا سرِ نیاز جھکایا نہ جائے گا

قارئین کرام! ارادہ تو اور بھی کچھ عمدہ بحثیں لکھنے کا تھا مثلاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب، کاتب وحی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محامد و مناقب، یزید بن حضرت معاویہؓ اسلافِ امت کی نظر میں، وغیرہ وغیرہ؛ مگر قلم چلنے سے عاجز، زبان و قلب آگے بڑھنے سے قاصر، بس قصہ مختصر، احقر لرزہ اندام قلم، پرنم آنکھوں اور سوزِ جگر کے ساتھ اس کتابچہ کو اس دستانِ شجاعت و جرأت پر ہی ختم کرتا ہے، ان شاء اللہ آئندہ اگر ہمت اور توفیق خیر شامل حال رہی تو مزید لکھنے کی جرأت کروں گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا صحیح فہم عطا فرمائے، اور ہر قسم کے گناہوں اور معصیتوں سے محفوظ فرمائے اور اپنی اور اپنے حبیب پاک ﷺ اور اہل بیت رسول کی سچی محبت و اطاعت کی دولتِ عظمیٰ سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

راقم الحروف

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خادم: دارالعلوم شاہ بہلول، سہارنپور، یوپی، الہند

۲۴ر ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق: ۵ر ستمبر ۲۰۱۸ء، شب پنجشنبہ

﷽

{حضرت مؤلف محترم کی چند اہم کتابیں}

اللآلي في أهمية الاسناد والسند العالي (مکمل عربی)

سند کی اہمیت وافادیت، اور اکابر دار العلوم دیوبند ومظاہر علوم سہارنپور کے سلاسل اسانید حدیث، کتب عشرہ (دورۂ حدیث) کی سندیں ان کے مؤلفین تک، وغیرہ وغیرہ جیسے انتہائی اہم مہم مضامین پر مشتمل قیمتی ونایاب عربی کتاب

شَمَائِلُ النَّبِيِّ ﷺ {جلد اوّل}

یعنی امام الانبیاء والمرسلین جناب نبی اکرم ﷺ کا حلیۂ مبارکہ

چمنستانِ حدیث وسیرت سے مستفاد ومنتخب آپ ﷺ کے ظاہری حسن وجمال وحلیۂ مبارک پر مشتمل

تقریباً ۱۸۰ رکتابوں سے ماخوذ ۳۰۸ رصفحات پر مشتمل مستند گلدستہ

الدر الثمين

فی اثبات عقد التسابیح والاوراد بالیمین

تسبیحات اور اوراد ووظائف دائیں ہاتھ پر پڑھنا سنت ہے، اس اہم سنت کی تائید وحمایت میں لکھی گئی، مؤلف محترم کی یہ شاندار محقق ترین کتاب، ہندو بیرون ہند خوب معروف ومشہور ہوئی۔

دَبستانِ قرآن مجید

کتاب اللہ کے حقوق، فضائل، مناقب، آداب، اور قرآنی تعلیم وتدریس کی فضیلت واہمیت جیسے اہم اور کارآمد عناوین سے آراستہ بے نظیر کتاب

دَبستانِ حدیث

سینکڑوں احادیث مع متن، سلیس اُردو ترجمہ، اور انتہائی مختصر مگر جامع تشریحات شراح حدیث کے تناظر میں